سوال

(360) منی پاک ہونے کے بارے میں تحقیق

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک مسئلہ جو بریلوی و دیوبندی حضرات بڑا اچھالتے ہیں کہ "اہلحدیث کے نزدیک منی پاک ہے۔ "منی کے بارے میں مسلک اہلحدیث واضح فرمائیں اور دلائل بھی ذکر کریں؟ (ایک سائل)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

منی کے بارے میں محمد رئیس ندوی لکھتے ہیں۔

"ہم کہتے ہیں کہ فرقہ بریلویہ اور فرقہ دیوبندیہ کے پیران شیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا :

"وَہُوَ (أي المنی) طَاہِرٌ فِي أَشْہَرِ الرِّوَايَتَيْنِ"

یعنی ہمارے مذہب میں مشہور ترین روایت کے مطابق منی پاک ہے۔ (غنیۃ الطالبین مترجم 70)

اور حنبلی مذہب کی کتاب الانصاف فی معرفۃ الراجح من الخلاف میں صراحت ہے کہ :

"ومنی الآدمی طاہر ہذا الذہب مطلقا وعلیہ جماہیر الاصحاب

یعنی حنبلی مذہب میں مطلقاً آدمی کی منی طاہر ہے اور جمہور اصحاب کا یہی مذہب ہے۔

(الانصاف فی معرفۃ الراجح من الخلاف 1/340۔341)

امام نووی نے کہا :

"ذہب کثیرون إلی أن المنی طاہر. روي ذلک عن علی بن أبی طالب وسعد بن أبي وقاص وابن عمر وعائشۃ وداود وأحمد فی أصح الروایتین وہو مذہب الشافعي وأصحاب الحدیث"

"یعنی بہت سارے اہل علم منی کو طاہر کہتے ہیں حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وسعد بن ابی وقاص وابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جیسے صحابہ سے یہی مروی ہے اورامام داود ظاہری کا یہی مسلک ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی صحیح ترین روایت یہی ہے کہ منی پاک ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ واہل حدیث کا یہی مذہب ہے کہ منی پاک ہے"

(شرح مسلم للنووی باب حکم المنی ج1 ص140 والمجموع للنووی ابواب الطہارۃ)

بعض علمائے اہل حدیث طہارت منی کے قائل ہیں اوران کے اختیار کردہ موقف کی موافقت خلیفہ راشد علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور متعدد صحابہ وتابعین وآئمہ دین کیے ہوئے ہیں انھوں نے اپنی ذاتی تحقیق سے اسی موقف کو صحیح سمجھا ہے لیکن امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ ونواب صدیق اور متعدد محقق سلفی علماء نجاست منی ہی کے قائل ہیں۔

(نیل الاوطارج1 ص67، تحفۃ الاحوزی شرح ترمذی ج1 ص114۔115 ومرعاۃ شرح مشکوۃ کتاب الطہارۃ ج2 ص196 وغایۃ المقصود ج1)

دریں صورت فرقہ بریلویہ ودیوبندیہ کا علی الاطلاق اسے غیر مقلدوں کا مذہب قراردینا محض تقلید پرستی تلبیس کاری وکذب بیانی ہے پھر جو مسئلہ صحابہ سے لے کر فرقہ دیوبندیہ وبریلویہ کی ولادت سے پہلے اہل علم کے یہاں مختلف فیہ رہا۔ اس میں اپنی تحقیق کے مطابق اسلاف کے کسی بھی موقف کو اختیار کرنے والوں کونئے مذہب کی طرف دعوت دینے والا قراردینا جبکہ اسے مذہب کی دعوت قراردینے والے بذات خودچودھویں صدی میں پیدا ہوئے کون سا طریقہ ہے؟

ہم بھی اس مسئلہ میں امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ وعام محقق سلفی علماء سے متفق ہیں کہ منی ناپاک و نجس ہے۔ (ضمیر کا بحران ص309،310)

میں بھی یہی کہتا ہوں کہ منی ناپاک اور نجس ہے۔ اسے پاک کہنا غلط ہے یادرہے کہ جماہیر الاصحاب سے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرداورحنابلہ مراد ہیں۔ اورنووی صاحب کی نقل کردہ عبارات میں مذکورصحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین میں سے کسی صحابی سے بھی طہارت منی کا قول ثابت نہیں ہے۔

یہ سوال وجواب آپ لوگوں کی خدمت میں دوبارہ پیش کردیا گیا ہے لہذا جھوٹے پروپیگنڈے کرکے اہل حدیث کو بدنام کرنے کی کوشش نہ کریں۔

5۔ سائل کا قول "وہ فاتحہ خلف الامام بھی پڑھتے ہیں۔ "ہمارے خلاف نہیں بلکہ ہمارے عمل کی ترجمانی ہے جس پر ہم دلائل وبراہین اوربصیرت کے ساتھ عمل پیرا ہیں۔ والحمدللہ۔

ارشادباری تعالیٰ ہے کہ اورقرآن میں سے جو میسر ہو پڑھو۔ (سورۃ المزمل: 20)

اس آیت کریمہ سے ابوبکرالجصاص اورملامرغینانی نے نماز میں قرآءت کی فرضیت پر استدلال کیا ہے۔ (دیکھئے احکام القرآن (ج5 ص367) اورالہدایہ (اولین ج1 ص98)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لاصلاةَ لِمَن لَم يَقرَأ بِفاتِحَةِ الكِتابِ"

"اس کی نماز نہیں ہوتی جو سورۃ فاتحہ نہ پڑھے" (صحیح بخاری: 756 صحیح مسلم: 394)

تفصیل کےلیے دیکھئے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب جزء القراءۃ (بتحقیقی نصر الباری) اورمیری کتاب "الکواکب الدریہ فی وجوب الفاتحۃ خلف الامام فی الصلوۃ الجہریہ" والحمدللہ۔

آئمہ کرام میں سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

کسی آدمی کی نماز جائز نہیں ہے جب تک ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھ لے۔ چاہے وہ امام ہو یا مقتدی، امام جہری قرآءت کررہا ہو یا سری، مقتدی پر لازم ہے کہ سری اورجہری

(دونوں) نمازوں میں سورۃ فاتحہ پڑھے۔

(معرفۃ السنن والآثار للبیہقی 2/58ح928 وسندہ صحیح)

اس قول کے راوی امام ربیع بن سلیمان المرادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"یہ (امام) شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا آخری قول ہے جو ان سے سنا گیا۔" (ایضاً ص58)

امام اوزعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

امام پر یہ حق ہے کہ وہ نماز شروع کرتے وقت تکبیر اولیٰ کے بعد سکتہ کرے اور سورۃ فاتحہ کی قرآءت کے بعد ایک سکتہ کرے تاکہ اس کے پیچھے نماز پڑھنے والے سورۃ فاتحہ پڑھ لیں اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو وہ (مقتدی) اسی کے ساتھ سورۃ فاتحہ پڑھے اور جلدی پڑھ کر ختم کرے۔ پھر کان لگا کرسنے۔ (کتاب القراء للبیہقی ص106ح247 وسندہ صحیح نصر الباری ص117)

اتنے دلائل اور عظیم الشان اماموں کے عمل اور اقوال کے باوجود اگر کوئی شخص فاتحہ خلف الامام کے مسئلے میں اہل حدیث کو مطعون قرار دیتا ہے تو وہ اپنے ایمان کی فکر کرے۔!

فاتحہ خلف الامام پر بحث کرنے سے پہلے میری دونوں کتابوں نصر الباری اور الکواکب الدریہ کا مکمل جواب ضروری ہے۔

6۔ اہل حدیث کے نزدیک دو شرطوں کے ساتھ جرابوں پر مسح جائز ہے۔

اول: "ثخینین" (جرابیں موٹی ہوں)

دوم: "لایشفان" (ان جرابوں میں جسم نظر نہ آئے)

یہ شرائط قرآن حدیث سے نہیں بلکہ بعض سلف صالحین سے ثابت ہیں اور ہم کتاب وسنت کو سلف صالحین کے فہم سے ہی سمجھتے ہیں لہذا ہمیں ان دونوں شرطوں کا اقرار ہے۔

یاد رہے کہ بعض دیوبندیوں کا یہ شرط لگانا کہ بغیر جوتی کے بارہ ہزار قدم چلنا ممکن ہو۔

اس قسم کی تمام شرائط بے دلیل اور بے ثبوت ہونے کی وجہ سے مردود ہیں۔

فقہ حنفی کی بعض کتابوں میں مذکور ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے (جرابوں کے مسئلے میں) صاحبین کے قول پر رجوع کر لیا تھا (کہ جرابوں پر مسح جائز ہے) اور اسی پر فتویٰ ہے۔ دیکھئے الہدایہ (ج1ص61)

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سے پہلے امام سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور جرابوں پر مسح کیا (دیکھئے امام ابن المنذر کی کتاب الاوسط ج1ص462 وسندہ صحیح)

دیگر دلائل وآثار کے لیے دیکھئے میری کتاب "ہدیۃ المسلمین" (حدیث نمبر4)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ، اور اسحاق (بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ) جرابوں پر مسح کے قائل تھے۔

بشرطیکہ وہ موٹی ہوں۔ دیکھئے سنن الترمذی (ح99) جرابوں پر مسح درج ذیل صحابہ وتابعین سے ثابت ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سیدنا ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سیدنا براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا عقبہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ اور عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ دیکھئے علمی مقالات (ج1ص37-38)

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ جرابوں پر مسح کرنے والے کے پیچھے اس کی نماز نہیں ہوتی تو اسے اپنے ایمان کی خیر منانی چاہیے۔کیا سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین اور تابعین عظام حمھم اللہ اجمعین کے پیچھے بھی اس شخص کی نماز نہیں ہوتی؟!!

بعض مسائل واحکام میں تحقیقی اختلاف کی وجہ سے نماز نہ پڑھنے کا فتویٰ لگانا ہر لحاظ سے باطل ہے۔

7۔اس وقت حنفیوں کی جو کتب فقہ ہیں مثلاً قدوری، ہدایہ، فتاویٰ شامی، البحرالرائق، منیۃ المصلی، نورالایضاح اور فتاویٰ عالمگیری وغیرہ ان میں سے ایک کتاب بھی باسند صحیح امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ثابت نہیں ہے اور اس پر ناراض ہونے کی کیا بات ہے؟

محمد بن الحسن فرقد الشیبانی کی مروجہ کتابیں بھی ابن فرقد سے باسند صحیح ثابت نہیں ہیں۔ دیکھئے ماہنامہ الحدیث حضرو: 55ص36)

اگر کوئی شخص ان مروجہ کتابوں کو ثابت مانتا ہے تو اصول حدیث اور اسماء الرجال کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کتابوں کی صحیح سند پیش کرے۔

8۔عہد قدیم میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں محدثین کرام کا آپس میں اختلاف تھا جمہور ایک طرف تھے اور بعض دوسری طرف تھے لیکن ہمارے دور میں اہل حدیث تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو عالم سمجھتے اور مانتے ہیں مثلاً ہمارے استاذ مولانا ابومحمد بدیع الدین شاہ الراشدی السندھی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو عزت واحترام کے ساتھ "امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ" لکھا ہے۔

دیکھئے تنقید سدید بر رسالہ اجتہاد تقلید (ص24)

اگر کوئی پوچھے کہ کیا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر جبریل رحمۃ اللہ علیہ نازل ہوتے تھے؟ تو اس کا آسان جواب یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر جبریل علیہ السلام نازل نہیں ہوتے تھے۔

آئمہ ثلاثہ کو ماننے یا نہ ماننے کے بارے میں فقرہ نمبر1 کا جواب دوبارہ پڑھ لیں۔

9۔ سائل نے عہد حاضر کے اہل حدیث پر یہ الزام لگایا ہے کہ "یہ لوگ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو گمراہ سمجھتے ہیں" اس کا جواب یہ ہے کہ یہ الزام باطل ہے جس کا سائل نے کوئی حوالہ اور ثبوت پیش نہیں کیا۔

رہا تقلید کو گناہ کبیرہ سمجھنا تو عرض ہے کہ سرفراز خان صفدر دیوبندی تقلیدی نے کہا:

"ان آیات کریمات میں جس تقلید کی تردید کی گئی ہے وہ ایسی تقلید ہے جو اللہ تعالیٰ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مدمقابل ہو ایسی تقلید کے حرام شرک مذموم اور قبیح ہونے میں کیا شبہ ہے؟ اور اہل اسلام اور اہل علم میں کون ایسی تقلید کو جائز قرار دیتا ہے؟ اور ایسے مقلدوں کو کون مسلمان کہتا اور حق پر سمجھتا ہے۔" (الکلام المفید فی اثبات التقلید ص298 طبع 1413ھ)

سرفراز خان صفدر نے اپنے اشرف علی تھانوی سے نقل کیا کہ "بعض مقلدین نے اپنے امام کو معصوم عن الخطا ومصیب وجوباً مفروض الاطاعت تصور کر کے عزم بالجزم کیا کہ خواہ

ایسی ہی حدیث صحیح مخالف قول امام کے ہو اور مستند قول امام کا بجز قیاس امر دیگر نہ ہو پھر بھی بہت سے علل اور خلل حدیث میں پیدا کر کے یا اس کی تاویل بعید کر کے حدیث کو رد کر دیں گے۔ ایسی تقلید حرام اور مصداق قولہ تعالیٰ : "اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ "الایہ اور خلاف وصیت آئمہ مرحومین ہے۔ "(الکلام المفید ص305 بحوالہ فتاوی امدادیہ ج4 ص88)

سر فراز خان صفدر نے مزید کہا :

"کوئی بدبخت اور ضدی مقلد دل میں یہ ٹھان لے کہ میرے امام کے قول کے خلاف اگر قرآن و حدیث سے بھی کوئی دلیل قائم ہو جائے تو میں اپنے مذہب کو نہیں چھوڑوں گا تو وہ مشرک ہے ہم بھی کہتے ہیں کہ "لاشک فیہ" (الکلام المفید ص310)

بس یہی وہ تقلید ہے جسے اہل حدیث اپنی تحقیق کے مطابق گناہ کبیرہ (یعنی شرک) کہتے ہیں اور اس میں ناراض ہونے کی کیا بات ہے ؟!

10۔ امامت النساء للنساء کے سلسلے میں عرض ہے کہ ریطہ الحنفیہ رحمہا اللہ نے فرمایا :

ہمیں عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے فرض نماز پڑھائی تو آپ عورتوں کے درمیان کھڑی ہوئیں۔ (سنن الدارقطنی 1/1429، وسند حسن آثار السنن : 514 وقال النیموی : "واسنادہ صحیح")

ایک حدیث میں آیا ہے۔ کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُم ورقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو اس کی اجازت دی تھی کہ ان کے لیے اذان اور اقامت کہی جائے اور وہ اپنی عورتوں کی امامت کریں۔ (سنن الدار قطنی ج1، ص279، ح1071 وسند حسن)

مشہور تابعی امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عورت عورتوں کو رمضان کی نماز پڑھائے (تو) وہ ان کے ساتھ صف میں کھڑی ہو جائے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ 2/89 ح4955 وسند صحیح عنعنہ ہشیم عن حصین محمولہ علی السماع انظر شرح علل الترمذی لابن رجب 2/562)

مشہور ثقہ تبع تابعی ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ نے کہا : عورت جب عورتوں کی امامت کرائے گی تو وہ آگے کھڑی نہیں ہوگی بلکہ ان کے برابر (صف میں ہی) کھڑی ہو کر فرض اور نفل پڑھائے گی۔ (مصنف عبدالرزاق 3/140 ح5080 وسندہ صحیح)

امام معمر بن راشد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا عورت عورتوں کو رمضان میں نماز پڑھائے اور وہ ان کے ساتھ صف میں کھڑی ہو۔ (مصنف عبدالرزاق 3/140 ح5085 وسندہ صحیح)

ان احادیث و آثار سے ثابت ہوا کہ عورت عورتوں کی امامت کر سکتی ہے۔

یاد رہے کہ عورت مردوں کی امامت نہیں کر سکتی کیونکہ اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ دیکھئے میری کتاب " تحقیقی اصلاحی اور علمی مقالات" (ج1 ص247)

معترض کا یہ کہنا : "حتیٰ کہ اقتداء الرجال خلف النساء بھی درست ہے" اہل حدیث پر بہتان ہے جس سے اہل حدیث بری ہیں۔

11۔ یہ بات بالکل سچ اور حق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی صحیح حدیث میں "وضع الیدین تحت السرہ" یعنی نماز میں ناف سے نیچے ہاتھ باندھنا ثابت نہیں ہے۔

دیکھئے میری کتاب "نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام"

بلکہ دوسری طرف یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں اس (یعنی ہاتھ کو) سینے پر رکھا تھا۔ دیکھئے مسند الامام احمد (ج5 ص226 ح22313 وسندہ حسن محفوظ)

امام سعید بن جبیر تابعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نماز میں ناف سے اوپر ہاتھ باندھنے چاہئیں ۔

(امالی عبدالرزاق 2،الفوئد لابن مندہ 234/2ح1899وسندہ صحیح)

تقی عثمانی دیوبندی نے کہا :"امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک روایت میں تحت الصدر اور دوسری روایت میں علی الصدر ہاتھ باندھنا مسنون ہے ۔"(درس ترمذی ج3ص19)

12 ۔ نماز میں رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد اٹھتے وقت رفع یدین کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے یہ سنت متواترہ اور غیر متروکہ ہے ۔ تفصیلی دلائل کے لیے میری مشہور کتاب "نور العینین فی مسئلہ رفع الیدین" کا مطالعہ کریں ۔

فی الحال مسئلہ سمجھانے کے لیے چند دلائل پیش خدمت ہیں ۔

اول :

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جلیل القدر صحابی اور نیک مرد) سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو دونوں ہاتھ اپنے کندھوں تک اٹھاتے تھے اور رکوع کی تکبیر کے وقت بھی رفع یدین کرتے تھے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اسی طرح رفع یدین کرتے تھے سجدہ میں ایسا نہیں کرتے تھے ۔ (صحیح بخاری ج1ص102ح736)

دوم :

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس حدیث کے راوی سالم بن عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ (فقیہ تابعی) فرماتے ہیں کہ میرے ابا بھی ایسا ہی کرتے تھے ۔ یعنی سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شروع نماز رکوع کے وقت سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتے تھے ۔

(دیکھئے حدیث السراج ج2ص35ح115،وسندہ صحیح ولہ شاہد صحیح عند البخاری فی صحیحہ :739وسندہ صحیح مرفوع)

سوم :

سالم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کے ایک راوی امام سلیمان (بن ابی سلیمان) الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا : میں نے دیکھا سالم بن عبداللہ جب نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے جب رکوع کرتے تو رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے تھے ۔ (حدیث السراج 35،2/34ح115وسندہ صحیح)

چہارم :

سالم بن عبداللہ تابعی کے علاوہ امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ ،ابو قلابہ رحمۃ اللہ علیہ ، وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ ، قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ ، عطاء رحمۃ اللہ علیہ مکحول رحمۃ اللہ علیہ ، نعمان بن ابی عیاش رحمۃ اللہ علیہ ، طاؤس رحمۃ اللہ علیہ اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ (تابعین) بھی رفع یدین کرتے تھے ۔ دیکھئے میری کتاب نور العینین (ص174)

ان آثار کی سندیں صحیح یا حسن لذاتہ ہیں۔

پنجم :

تبع تابعین میں سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ (سنن الترمذی مع عارضۃ الاحوذی 2/57ح256)تاریخ دمشق لابن عساکرج 55ص 134، وسندہ حسن) امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ (الطبری بحوالہ التمہید 9/226وسندہ الطبری صحیح) اور معتمر بن سلیمان التیمی (جزء رفع الیدین للبخاری : 121وسندہ صحیح) وغیرہم ایک جماعت سے رکوع سے پہلے اور بعد والا رفع یدین ثابت ہے۔

ششم :

تبع تابعین کے بعد امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ، امام یحیٰ بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ ، امام عبد الرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ اور اسماعیل بن علیہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم رفع یدین قبل الرکوع وبعدہ پر عامل تھے۔ (دیکھئے جزء رفع الیدین للبخاری : 121اور کتاب الام للشافعی ج1ص 103،104 من قولہ وامرہ)

بعد میں تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جیسے کبار علماء نے اس عظیم الشان مسئلے پر کتابیں لکھی ہیں۔

ثابت ہوا کہ رفع یدین کی سنت متواترہ پر عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین کے زمانے میں تابعین عظام کے زمانے میں تبع تابعین کے دور میں اور تیسری صدی ہجری میں مسلسل جاری وساری رہا ہے لہٰذا اس پیارے عمل کو منسوخ اور متروک سمجھنا یا سرکش گھوڑوں کی دُموں سے تشبیہ دینا غلط ہے۔

رفع یدین کے اس مقدس عمل کی فضیلت میں ایک حدیث بھی مروی ہے۔

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی نے فرمایا : نماز میں جو شخص اشارہ کرتا ہے اسے ہر اشارے کے بدلے میں ایک انگلی پر ایک نیکی یا درجہ ملتا ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی ج17ص 29ح819وسندہ حسن مجمع الزوائد للبیھقی ج2ص 103وقال :"واسنادہ حسن)

امام اسحاق بن راھویہ رحمۃ اللہ علیہ مشہور ثقہ فقیہ نے اس موقوف حدیث سے رکوع سے پہلے اور بعد والا رفع یدین مراد لیا ہے۔

دیکھئے معرفۃ السنن والآثار للبیھقی (قلمی ج1ص 225، مطبوع، ج1ص 562ح792)

ان دلائل صحیحہ اور حجج قاہرہ کی وجہ سے کسی اہل حدیث نے اگر یہ کہہ دیا ہے کہ رفع یدین کے بغیر نماز سنت کے مطابق نہیں ہے لہٰذا درست نہیں ہے۔ اور رفع یدین کے بغیر والی کا اعادہ کرلینا چاہیے تو اس میں ناراض ہونے والی کیا بات ہے؟

مشہور متبع سنت صحابی جب کسی شخص کو دیکھتے کہ رکوع سے پہلے اور بعد رفع یدین نہیں کرتا تو اسے کنکریوں سے مارتے تھے۔ دیکھئے جزء رفع یدین (15، سندہ صحیح)

13۔ معترض سائل کا یہ اعتراض تو اہل حدیث پر بہتان ہے۔

سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا :

"مَن صَلّى اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ بُنِيَ لَهُ بِهِنَّ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ"

جس شخص نے دن رات میں بارہ (نفل) رکعتیں پڑھیں اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیا گیا۔

سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اسے سنا ہے ان رکعتوں کو کبھی نہیں چھوڑا۔

عنبسہ بن ابی سفیان رحمۃ اللہ علیہ (تابعی) نے فرمایا: میں نے جب سے اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اسے سنا ہے، ان رکعتوں کو کبھی نہیں چھوڑا۔

عمرو بن اوس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے جب سے عنبسہ سے اسے سنا ہے ان رکعتوں کو کبھی نہیں چھوڑا۔

نعمان بن سالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے جب سے عمرو بن اوس رحمۃ اللہ علیہ سے اسے سنا ہے۔ ان رکعتوں کو کبھی نہیں چھوڑا۔

(صحیح مسلم 728، ترقیم دارالسلام: 1694، باب فضل السنن الراتبۃ قبل الفرائض وبعدھن وبیان عددھن)

اتنی عظیم الشان فضیلت اور مسلسل عمل والی روایت کو کوئی سچا اہل حدیث ترک نہیں کر سکتا الا یہ کہ بعض اوقات کسی شرعی عذر سے انھیں چھوڑ دے مثلاً سفر میں سنتیں نہ پڑھنا وغیرہ۔

عصر حاضر میں نماز کے موضوع پر اہل حدیث کی ایک مشہور کتاب "صلوۃ الرسول" میں حکیم صادق سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ "رات اور دن کی موکدہ سنتیں بارہ ہیں۔" دیکھئے صلوۃ الرسول (مطبوعہ نعمانی کتب خانہ ص 282 تخریج والا نسخہ القول المقبول ص 561)

اس صراحت کے باوجود یہ پروپیگنڈا کرنا کہ اہل حدیث کے نزدیک کوئی سنت ثابت نہیں۔ "صریح جھوٹ اور بہتان ہے۔

14۔ اہل حدیث کے نزدیک صحیح بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور صحیح مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی تمام مرفوع مسند متصل احادیث صحیح ہیں اور ان کے علاوہ تمام معتبر کتب حدیث مثلاً صحیح ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ، صحیح ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، صحیح ابن الجارود رحمۃ اللہ علیہ، المستدرک للحاکم رحمۃ اللہ علیہ، المختارہ للمقدسی رحمۃ اللہ علیہ، سنن الترمذی رحمۃ اللہ علیہ، سنن ابی داود رحمۃ اللہ علیہ، سنن النسائی رحمۃ اللہ علیہ، سنن ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ، موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، کتاب الام امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، مسند الامام احمد رحمۃ اللہ علیہ، سنن دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ، السنن الکبری للبیہقی رحمۃ اللہ علیہ، مصنف ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ اور مصنف عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کی وہ تمام احادیث مرفوعہ حجت ہیں۔ جن کی سندیں اصول حدیث کی رو سے صحیح یا حسن (لذاتہ) ہیں والحمد للہ۔

یہ کہنا اہل حدیث صحیح بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو مانتے ہیں بالکل جھوٹ اور افتراء ہے۔ نیز دیکھئے میری کتاب "علمی مقالات" (ج1ص 177،176)

اہل حدیث یہ نہیں کہتے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ غیر مقلد تھے بلکہ اہل حدیث تو یہ کہتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ مجتہد مطلق تھے اہل حدیث تھے بلکہ اہل حدیث کے اماموں میں سے ایک بڑے امام تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف اور دفاع کے لیے دیکھئے میری کتاب "صحیح بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراضات کا علمی جائزہ" (ص 11،10) اور مجموع فتاوی لابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (ج20ص40)

باقی معتبر کتب حدیث کی صحیح اور حسن روایات کو ہم بسرو چشم قبول کرتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ ان کتابوں کے مصنفین میں سے ایک بھی مقلد نہیں دیکھئے میری کتاب "دین میں تقلید کا مسئلہ" (ص 51،50) اور الکلام المفید فی اثبات التقلید (2) تصنیف سرفراز خان صفدر دیوبندی (ص 127، طبع 1413ھ)

کذاب ومفتری سائل کا یہ کہنا: کہ "اہل حدیث کے نزدیک صحیح بخاری کے علاوہ جملہ کتب احادیث مفتریات وتصنعات ہیں" بالکل جھوٹ اور افتراء ہے جس سے تمام اہل حدیث بری ہیں۔

15۔ اہل حدیث کے نزدیک قرآن و حدیث کے دلائل کے ساتھ اگر شرعی عذر مثلاً سفر، حج (یوم عرفہ) اور بارش وغیرہ ہو تو جمع بین الصلوتین جائز و مسنون ہے ورنہ نہیں ہے۔ میں نے کئی مہینے پہلے لکھا تھا:

"بعض لوگ شرع عذر کے بغیر حضر (اپنے گھر، گاؤں اور شہر) میں دو نمازیں جمع کرتے رہتے ہیں۔ یہ عمل کتاب و سنت سے ثابت نہیں ہے بلکہ سراسر مخالف ہے لہٰذا ایسے امور سے ہمیشہ اجتناب کرنا چاہیے۔ وما علینا الا البلاغ۔

(10/مئی 2008ء) (ماہنامہ الحدیث: 52ص25۔

اس اعلان کے باوجود جو شخص ہمارے خلاف پروپیگنڈا کرتا ہے وہ قیامت کے دن کے لیے جواب سوچ لے۔

16۔ دیوبندی تبلیغی جماعت والے زکریا یوبندی صاحب کی غلط عبارات پر تنقید کرنا حد سے تجاوز نہیں بلکہ امر بالمعروف اور النہی عن المنکر کے باب میں سے ہے۔

زکریا صاحب نہ تو نبی تھے اور نہ صحابی، تابعی تبع تابعی یا امام تھے؟ وہ ایک دیوبندی صوفی تھے جنھوں نے خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی کی صوفیانہ بیعت کی تھی۔

دیکھئے سوانح محمد زکریا، تصنیف ابوالحسن علی ندوی صوفی دیوبندی (ص62)

ان زکریا صاحب نے بطور رضامندی واقرار بعض شرکیہ اشعار کا ترجمہ لکھا تھا۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدنگاہ کرم فرمائیے اے ختم المرسلین رحم فرمائیے۔

عاجزوں کی دستگیری، بیکسوں کی مدد فرمائیے اور مخلص عشاق کی دلجوئی و دلداری کیجئے۔" (تبلیغی نصاب ص806، فضائل درود ص128)

ان اشعار میں اللہ تعالیٰ کے بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدد اور دستگیری کے لیے پکارا گیا ہے اور رحم کی درخواست کی گئی ہے۔ حالانکہ ایسے عقائد رکھنے والے بریلویوں کے بارے میں دیوبندی حضرات مشرک اور بدعتی کا فتوی لگانے سے کبھی نہیں چوکتے۔

زکریا دیوبندی کے بارے میں تفصیلی تحقیق کے لیے دیکھئے میری کتاب اکاذیب آل دیوبند (مخطوط ص139۔162) کا مطالعہ ازحد مفید ہے والحمد للہ۔

17۔ اہل حدیث کا دعوی یہ ہے کہ نماز جمعہ سے پہلے سنت کی کوئی متعین تعداد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔

اس سلسلے میں تقلیدی حضرات جو شبہات پیش کرتے ہیں ان کا جواب درج ذیل ہے۔

پہلی روایت:

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعات جمعہ سے پہلے پڑھتے تھے اور چار جمعہ کے بعد اور سلام آخری (چوتھی) میں پھیرتے تھے۔" (معجم طبرانی اوسط بحوالہ نصب الرایہ ج2ص206 حدیث اور الحدیث ص824،823)

عرض ہے کہ اس روایت کی سند درج ذیل ہے۔

"حدثنا أحمد قال: نا شباب العصفري قال: نا محمد بن عبد الرحمن السهمي قال: نا حصين بن عبد الرحمن السلمي، عن أبي إسحاق، عن عاصم بن ضمرة، عن علي"

(معجم طبرانی اوسط بحوالہ نصب الرایہ ج2ص328ح640)

المعجم الاوسط کے علاوہ یہ روایت المعجم لا بن الاعرابی (874)اور الاثرم کی کتاب میں بھی محمد بن عبد الرحمٰن السہمی کی سند سے موجود ہے۔ دیکھئے فتح الباری (2/426) تحت حدیث 937)

زیلعی حنفی نے اسے نصب الرایہ میں نقل کیا ہے مگر اس نقل میں زیلعی یا ناسخین سے نقل در نقل کی کئی غلطیاں ہوئی ہیں مثلاً:

(1)ابو اسحاق البسیعی کا واسطہ گر گیا ہے۔

2۔ شباب العصفری کے بجائے سفیان العصفری چھپ گیا ہے۔

3۔ محمد بن عبد الرحمٰن السہمی کے بجائے محمد بن عبد الرحمٰن التیمی لکھا گیا ہے۔

روایت مذکورہ کئی وجہ سے ضعیف ہے۔

اول:

ابو اسحاق السبیعی طبقہ ثالثہ کے مدلس تھے۔ دیکھئے طبقات المدلسین (بتحقیقی الفتح المبین 91/3ص58اور یہ روایت عن سے ہے۔ اصول حدیث کا مشہور مسئلہ ہے کہ صحیح بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور صحیح مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دوسری کتابوں میں مدلس کی عن والی روایت ضعیف ہوتی ہے۔

مثلاً دیکھئے مقدمہ نووی ص18،فتح المغیث ص77اور تدریب الراوی ص144،بحوالہ خزائن السنن تصنیف سر فراز خان صفدر دیوبندی (ج1ص1)

دوم:

محمد بن عبد الرحمٰن السہمی جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف راوی ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس سہمی کے بارے میں فرمایا: امام بخاری وغیرہ کے نزدیک سہمی ضعیف ہے اور اثرم نے کہا: یہ کمزور حدیث ہے (فتح الباری 2/426)

میری مفصل تحقیق کے لیے دیکھئے ماہنامہ شہادت اسلام آباد (جولائی 2001ء)

سوم:

ابو اسحاق آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہوگئے تھے اور یہ روایت اختلاط سے پہلے کی نہیں ہے۔

دوسری روایت:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعات جمعہ سے پہلے پڑھتے تھے اور چار رکعات جمعہ کے بعد۔

(مجمع الزوائد ج2 ص195 بحوالہ حدیث اور اہلحدیث ص 824)

عرض ہے کہ اسے حافظ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے "رواہ الطبرانی فی الکبیر" کہہ کر امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب المعجم الکبیر سے نقل کیا ہے۔

المعجم الکبیر للطبرانی (12/129ح 12674) میں یہ روایت:

"حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، عَنْ مُبَشِّرِ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ، عَنْ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ"

"کی سند سے موجود ہے اور اسی سند کے ساتھ یہ روایت سنن ابن ماجہ (1129) میں موجود ہے بوصیری نے کہا:

"

"

یہ سند ضعیف راویوں کے ساتھ مسلسل ہے عطیہ (العوفی) کے ضعیف ہونے پر (بوصیری کے نزدیک) اتفاق ہے حجاج (بن ارطاۃ) مدلس ہے اور مبشر بن عبید کذاب (جھوٹا) ہے اور بقیہ بن الولید تدلیس شیوخ (یعنی تدلیس تسویہ) کرتے تھے۔ (زوائد ابن ماجہ ص 175، ح373)

معلوم ہوا کہ یہ روایت مبشر بن عبید کذاب کی وجہ سے موضوع ہے۔

لطیفہ:

ظفر احمد تھانوی دیوبندی نے ہیثمی کے کلام پر ضرب تقسیم کرتے ہوئے یہ جھوٹا دعویٰ کر دیا ہے کہ طبرانی کی سند میں حجاج بن ارطاۃ اور عطیہ العوفی کے علاوہ دوسرا کوئی متکلم فیہ راوی نہیں ہے دیکھئے اعلاء السنن (7ص 14ح 1763)

دیوبندی تقلیدی بیچارے کیا کریں؟ ان کے پاس اہل حدیث کے خلاف صرف موضوع اور مردود روایتوں کے علاوہ اور کیا ہے؟

تیسری روایت:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جمعہ کے دن جو نماز پڑھے وہ چار رکعات جمعہ سے پہلے پڑھے اور چار رکعات جمعہ کے بعد۔ (النجار بحوالہ کنز العمال ج7 ص749، حدیث اور اہل حدیث ص 824)

یہ روایت بالکل بے سند ہے لہٰذا مردود ہے۔ سرفراز خان صفدر دیوبندی نے ایک روایت کے بارے میں کہا: "اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استدلال میں ان کے اثر کی کوئی سند نقل نہیں کی اور بے سند بات حجت نہیں ہو سکتی۔" (احسن الکلام ج1 ص327، دوسرا نسخہ ج1 ص403)

اگر بے سند بات حجت نہیں ہو سکتی تو تقلیدی حضرات ابن النجار کی طرف منسوب یہ بے سند روایت کیوں پیش کر رہے ہیں؟ مزید تفصیل کے لیے دیکھئے مولانا محمد داود ارشد حفظہ اللہ کی کتاب حدیث اور اہل تقلید (ج2 ص602،601)

معلوم ہوا کہ تقلیدیوں کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی کوئی صحیح یا حسن حدیث نہیں جس سے یہ ثابت ہوتا کہ جمعہ کے فرضوں سے پہلے چار سنتیں موکدہ ہیں۔ اس کے

برعکس عام صحیح احادیث سے یہ ثابت ہے کہ جمعہ کے دن حالت خطبہ میں آنے والا دو رکعتیں پڑھے اور خطبے سے پہلے آنے والے کو اختیار ہے کہ جتنی رکعتیں چاہے پڑھے۔

یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے کہ نام نہاد مفتی حضرات بغیر کسی تحقیق کے فتوے لگانا شروع کر دیں کہ اہل حدیث کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

کیا ان لوگوں نے اپنے عقائد و بدعات پر کبھی غور کیا ہے؟ اُمت مسلمہ کو توصوفی دین میں پھنسانے والے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشکل کشا سمجھنے والے خالق و مخلوق میں فرق مٹادینے والے وحدت الوجود کا عقیدہ رکھنے والے اور قرآن و حدیث کی بے شمار مخالفتیں کرنے والے کس منہ سے یہ کہتے ہیں کہ اہل حدیث کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے؟! تفصیل کےلیے دیکھئے میری کتاب "بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم"

کیا اس دن کا خوف نہیں جب ساری مخلوق قیامت کے دن رب العالمین کے دربار میں سر جھکائے کھڑی ہوگی؟ اس دن ہر آدمی اپنے سارے اعمال اپنے سامنے حاضر پائے گا اور دیوبندیوں کے خطرناک عقائد واور قرآن وحدیث کے مخالف نظریات میں سے فی الحال چار حوالے پیش خدمت ہیں۔

1۔ گنگوہی نانوتوی اور تھانوی کے پیر حاجی امداد اللہ نے لکھا ہے۔

"ظاہر میں بندہ اور باطن میں خدا ہو جاتا ہے۔" (کلیات امدایہ ص 36)

یہ کہنا کہ بندہ بطن میں خدا ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید کی کس آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کس صحیح حدیث یا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے کس ثابت شدہ قول میں لکھا ہوا ہے؟ حوالہ پیش کریں۔

2۔ محمد قاسم نانوتوی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدد کےلیے پکارتے ہوئے کہا:

"مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا   نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار"

(قصائد قاسمی قصیدہ بہاریہ در نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ص 8)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدد کےلیے پکارنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کے سوا نانوتوی بیکس (بے یارومددگار محتاج) کا کوئی بھی حامی کار نہیں تھا۔ کس آیت حدیث یا قول امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ثابت ہے؟

3۔ رشید احمد گنگوہی نے اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے لکھا:

"اور جو میں ہوں وہ تو ہے اور میں اور تو خود شرک در شرک ہے۔"

(فضائل صدقات حصہ دوم ص 556 مکاتیب رشیدیہ ص 10)

یہ کہنا کہ وہ جو تو (اللہ) ہے وہ میں (رشید احمد گنگوہی) ہوں

کس آیت حدیث یا قول امام سے ثابت ہے؟

4۔ اشرف علی تھانوی دیوبندی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدد کےلیے پکارتے ہوئے کہا:

"دستگیری کیجئے میرے نبی   کشمکش میں تم ہی ہو میرے نبی" (نشر الطیب ص 194)

یہ سمجھنا کہ کشمکش اور مصیبتوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی دستگیری فرماتے ہیں اور اسی طرح مدد کےلیے آپ کو پکارنا کس آیت حدیث یا قول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ثابت ہے؟

دیوبندیوں نے کبھی اپنے گریبانوں میں جھانک کر اپنا جائزہ بھی لیا ہے یا بس دوسروں پر فتوے لگا رہے ہیں؟!

خلاصۃ التحقیق:

دیوبندی تقلیدی مقتیوں (محمد ابراہیم حقانی، غلام قادر نعمانی، گل جمالی، انور شاہ عبدالحفیظ اور اصغر علی ربانی وغیرہ) کا اہل حدیث کے خلاف کذاب و مفتری سائلین کی جھوٹی سچی عبارتوں پر فتوی لگانا کہ اہل حدیث کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے بالکل باطل اور مردود ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

(20/ذوالقعدہ 1429ھ بمطابق 28/ نومبر 2008ء) (حافظ زبیر علی زئی، مدرسہ اہل حدیث حضرو۔ ضلع اٹک)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاوی علمیہ

جلد1۔اصول، تخریج اور تحقیقِ روایات- صفحہ679

محدث فتویٰ